

22426 - کیا مقروض شخص پر زکاة واجب ہے ؟

سوال

اگر انسان پر اس کی ملکیت میں سارے مال کے برابر یا اس سے زیادہ اس کے ذمہ قرض ہو تو کیا وہ اپنے موجود مال کی سال پورا ہونے پر زکاة ادا کرے گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

جس کے پاس زکاة والا مال ہو، اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر اس کی زکاة نکالنا واجب ہے، چاہے وہ مقروض ہی کیوں نہ ہو، علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے؛ اس کی دلیل زکاة کے وجوب کے عمومی دلائل ہیں، کہ جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ نصاب کو پہنچے اور سال گزر جائے تو اس پر زکاة ہو گی چاہے اس کے ذمہ قرض ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زکاة جمع کرنے والے عمال کو زکاة وصول کرنے کا حکم دیا کرتے اور کسی اور ایک کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ ان سے سوال کریں کہ آیا ان پر قرض ہے یا نہیں ؟

اور اگر قرض زکاة کے لیے مانع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو اہل زکاة سے استفسار اور سوال کرنے کا حکم دیتے کہ آیا وہ مقروض ہیں یا نہیں " اھ

دیکھیں: مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعۃ لسماحة الشيخ عبد العزيز بن باز (14 / 51) .

اور ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فتویٰ میں بھی ایسا ہی کہا ہے دیکھیں: (14 / 52) .

" لیکن اگر آپ نے قرض کی ادائیگی اپنے پاس موجود رقم پر سال گزرنے سے قبل کر دی تو جو آپ نے قرض کی ادائیگی میں رقم صرف کی ہے اس پر زکاة نہیں ہوگی، بلکہ جو رقم باقی ہے اس پر جب سال گزر جائے اور وہ نصاب کو پہنچتی ہو تو پھر زکاة ہو گی " اھ

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ایک شخص کے پاس اصل رقم ایک لاکھ ریال ہے، اور وہ دو لاکھ ریال کا مقروض ہے، اس طرح کہ ہر سال وہ اس میں

سے دس ہزار ریال کی ادائیگی کرتا ہے تو کیا اس پر زکاة لاگو ہوتی ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا:

جی ہاں آپ کے ہاتھ میں جو رقم ہے اس پر زکاة ہے، یہ اس لیے کہ زکاة کے وجوب میں جو دلائل ہیں وہ عام ہیں، اس میں کسی چیز کا استثنیٰ نہیں، اور نہ ہی مقروض شخص کو اس میں سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، اور جب نصوص عام ہیں تو پھر اس سے زکاة وصول کرنا واجب ہے۔

پھر مال میں زکاة واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

ان کے مال میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کے مالوں کو پاک صاف کر دیں، اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے، اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے التوبة (103)۔

اور بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا:

" انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال میں ان پر صدقہ فرض کیا ہے "

لہذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مال میں زکاة ہے، نہ کہ انسان کے ذمہ میں، اور قرض انسان کے ذمہ ہے، لہذا یہاں تو جہت ہی مختلف ہے، اس لیے کہ آپ کی ملکیت میں جو مال ہے زکاة اس پر واجب ہے، اور قرض آپ کے ذمہ واجب ہے، تو اس زکاة کا گوشہ اور ہے، اور اس قرض کا اور۔

لہذا آدمی کو اپنے رب سے ڈرنا چاہیے اور اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی زکاة نکالے، اور اپنے ذمہ قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے، اور یہ دعا کرتا رہے:

اے اللہ میرا قرض ادا کر دے، اور مجھے فقر سے محفوظ رکھ۔

اور ہو سکتا ہے کہ اپنے پاس مال کی زکاة ادا کرنے سے اس کے مال میں برکت ہو اور وہ زیادہ ہو جائے، اور وہ اپنے قرض سے چھٹکارا حاصل کر لے، اور زکاة کی عدم ادائیگی اس کے فقر کا سبب بن جائے، اور اس کا یہ خیال کرنا کہ وہ ہمیشہ ضرروتمند ہے اور وہ اہل زکاة میں سے نہیں، اور اسے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے دینے والوں میں بنایا ہے، نہ کہ لینے والوں میں سے۔ اھ

دیکھیں: مجموع فتاویٰ الشیخ ابن عثیمین (18 / 39) .

اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے فتویٰ میں اسی مسئلہ کے متعلق کہتے ہیں:

(لیکن اگر قرض کا مطالبہ فوری ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو پھر ہم اس وقت یہ کہتے ہیں کہ: اپنے قرض کی ادائیگی کرو، اور پھر باقی بچنے والا مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو اس کی زکاة ادا کر دیں) .

دیکھیں: مجموع فتاویٰ الشیخ ابن عثیمین (18 / 38) .

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی جو حنابلہ کے فقہاء نے فطرانہ کے بارہ میں کہا ہے:

ان کا قول ہے: اسے قرض نہیں روکتا لیکن اگر اس کا مطالبہ کیا جا رہا ہو.

اور اسی طرح عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اثر مروی ہے: وہ رمضان المبارک میں کہا کرتے تھے:

" یہ تمہاری زکاة کا مہینہ ہے، لہذا جس پر قرض ہو وہ اسے ادا کرے "

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر قرض فی الحال ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو اسے زکاة پر مقدم کیا جائے گا، لیکن جو قرضے مؤجل ہیں یعنی ان کی ادائیگی کا وقت دور ہے تو وہ زکاة کی ادائیگی میں بلا شك و شبہ مانع نہیں. اھ

اور مستقل فتویٰ کیمرٹی کے فتاویٰ جات میں ہے:

(علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ قرض زکاة کے لیے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکاة لینے کے لیے روانہ کیا کرتے تھے اور انہیں یہ نہیں کہتے تھے کہ دیکھنا وہ مقروض ہیں یا نہیں) اھ

واللہ اعلم .